بیرن عمر کی تقریر پر خیالات

از

جناب ذوقی شاہ صاحب

(۱)

پرانی چیزوں سے بلا وجہ بیزاری اور نئی چیزوں کے اشتیاق میں بلا ضرورت بےچینی طفلان ناعاقبت اندیش کا خاصہ ہے جس قوم کو تمدن و ترقی اور اعلیٰ تعلیم و تربیت اور عقل و فراست کا دعویٰ ہو اسے اس طفلانہ ذوق سے دور رہنا چاہیئے اصل چیز تلاش حق ہے اس تلاش میں جدت و قدامت کے امتیاز کو کوئی دخل نہیں قدامت سے نفرت اور جدت سے رغبت یا اس کے برعکس کا تلاش حق پر کوئی اثر نہ پڑنا چاہیئے علاوہ بریں انسانی نصب العین میں تغیر و تبدل کی گنجایش نہیں۔ وہ نصب العین جو ماضی میں کچھ اور تھا حال میں کچھ اور ہے اور مستقبل میں کچھ اور ہو جائیگا' سچا انسانی نصب العین نہیں ہو سکتا محدود جماعتوں کا نصب العین حالات مقیدہ میں عارضی اور وقتی ہونا اور حالات کے بدل جانے پر اس کا متغیر ہو جانا اور بات ہے مگر جملہ بنی نوع انسان کے لئے سچا حقیقی اور مستقل نصب العین کسی تغیر کو قبول نہیں کرتا۔ یورپ اگر اپنا نصب العین بدلنے کا مشتاق رہتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ یورپ کو ابھی تک صحیح نصب العین نصیب ہی نہیں ہوا؛ اور یہ حالات موجود اسے ہو بھی نہیں سکتا کیونکہ اس تلاش میں جن علوم کو بیشتر دخل ہے ان سے یورپ بڑی حد تک ناآشنا ہے قوانین قدرت کے متعلق جزوی و فروعی معلومات کے حصول میں محققین یورپ

نے جو سعی بلیغ کی ہے وہ اظہر من الشمس ہے اور کوئی عقلمند اور منصف مزاج شخص اس حیرت انگیز ترقی سے انکار نہیں کر سکتا جو سائنس کے میدان مغرب کو اس وقت تک حاصل ہوئی ہے ۔ مگر باوجود ان جملہ ترقیات کے امور نامعلوم کی بابت ان ممالک میں جو تاریکی چھائی ہوئی ہے وہ اتنی وسیع ہے کہ موجودہ علمی فتوحات کو اس جہل سے کوئی مناسبت ہی نہیں جہل کی اس شب تاریک میں سائنٹیفک کامیابیوں کے جو جگنو چمک رہے ہیں' وہ باوجود اپنی چمک کے اس تاریکی کو دور نہ کر سکے اہل یورپ کو خود اعتراف ہے کہ ان کے علوم ابھی ناقص ہیں ترقی کی گنجایش بہت کچھ باقی ہے ۔ قدم قدم پہ جدید انکشافات قبل کے مسلمات اور نظریوں کو درہم و برہم کر دیا کرتے ہیں ۔ مگر یہ انکشافات ختم نہیں ہوتے کسی منزل پر آ کر رکتے نہیں ہمکو یہ کہنے کا موقع نہیں دیتے کہ معلومات کے انتہائی نقطہ پر ہم پہنچ گئے ۔ ہماری موجودہ تحقیقات پر ہم کو یہ اعتماد نہیں ہونے دیتے کہ کل یہ تحقیقات غلط ثابت نہ ہو سکے گی ۔ علم کی پیمائش آسان ہے ۔ مگر جہل کی پیمائش نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہے اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یورپ کے علم کو اس کے جہل سے کیا مناسبت ہے ۔ یہ سب کچھ صرف ان علوم کی بابت ہے جو مادیات و مشاہدات و تجربات سے متعلق ہیں ۔ روحانیات اور امور فوق المادۃ و مابعد الطبیعات میں یورپ کی موجودہ معلومات کو ہم بلاخوف تردید بمنزلہ صفر کے قرار دے سکتے ہیں جبکہ کائنات کے متعلق جو کہ انسان کی جولانگاہ ہے اور انسان کے متعلق جو کہ اس زمین پہ حق تعالیٰ کا خلیفہ ہے یورپ کا علم اس قدر کم اور جہل اس قدر زیادہ ہے مستقبل انسانی نصب العین کے متعلق یورپ کیونکر کوئی فیصلہ کرنے کی جرأت کر سکتا ہے ۔ حقائق اشیاء اور حقائق انسانی کے کماحقہٗ انکشاف سے قبل کسی کو کیا حق حاصل ہے کہ وہ اپنی بے بضاعتی اور کوتاہ علمی کے باوجود محض اپنے نت نئے خیالات خام کی بنا پر انسان جیسی اہم ہستی کے لئے

اپنی طرف سے کوئی نصب العین قرار دیدے اور اپنے تلون کے تحت میں آئے دن اسے بدلتا رہے۔

قطع نظر امور مندرجۂ بالا کے انسان اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے خلیفہ خود مختار نہیں ہوتا بلکہ جس نے خلافت عطا فرمائی ہے اس کے ماتحت ہوتا ہے وہ اپنے لئے کسی دستور العمل کے قرار دینے یا نصب العین کے متعین کرنے کا کیونکر مجاز ہو سکتا ہے؟ اس کے لئے نصب العین تو وہی مقرر کر سکتا ہے جو اس کا خالق اس کا مالک، اس کا رب اس کا ہادی ہے جس نے اس کو اپنا خلیفہ بنایا اور حق خلافت ادا کرنے کی اسے استعداد بخشی انسان کا فرض ہے کہ کلام الٰہی سے دریافت کرے کہ حق تعالیٰ نے انسان کے لئے کیا نصب العین مقرر فرمایا ہے۔ پھر اس کا فرض ہے کہ احکام الٰہی کے مطابق اپنی زندگی اپنے خیالات اپنی اُمنگوں اور اپنی روش کو ڈھالے نہ یہ کہ اپنی دھندلی روشنی سے ہدایت الٰہی کے انوار کو دھندلا کرنے کی کوشش ناکام میں مصروف رہے قرآن "نعوذ باللہ" بازیچۂ اطفال نہیں کہ یورپ اپنی طفلانہ جدت پسندی کے شوق میں آئے دن نئے نئے نصب العین قرار دے اور تغیر پسندی کے ذوق میں مطالب قرآنی کو حسب دلخواہ الٹتا پلٹتا رہے۔ غلام کا یہ کام نہیں کہ اپنے لئے خود خدمت تجویز کرلے بلکہ اس کا فرض ہے کہ اپنے آقا کے اشارہ پر چلے۔

(۲)

قرآن کلام الٰہی ہے کلام مجموعہ ہوتا ہے الفاظ و معانی کا اگرچہ قرآن میں الفاظ و معانی کے ماوراء کچھ اور بھی ہے مگر اس موقعہ پر ہمیں صرف الفاظ و معانی ہی سے بحث ہے وحی کے ذریعہ جس طرح الفاظ قرآنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے اسی طرح ان الفاظ کے صحیح معنی بھی حضور سرور کائنات کے قلب پر وارد ہوئے (مزید تفصیل کے لئے

ملاحظہ فرمائیے مضمون "القار - الہام - وحی جو اسی اشاعت میں دوسری جگہ شایع ہو رہا ہے) اون معانی سے ہٹ کر الفاظ قرآنی کی کوئی جدید تفسیر (خواہ وہ تفسیر مشرقیوں نے کی ہو یا مغربیوں نے، علماء مصر و شام نے کی ہو یا محققین جرمنی نے کلام الٰہی کی صحیح تفسیر نہ ہوگی بلکہ ان لوگوں کی اپنی دماغی و ذہنی کیفیات کی تفسیر ہوگی قرآن کو صحیح معنی سے ہٹا دینے کی کوشش تحریف کی کوشش ہے جس میں کسی کو کامیابی نہیں ہو سکتی۔

اس میں شک نہیں کہ ابتدائے کائنات سے لیکر اس وقت تک انسانی دماغ پر مختلف ارتقائی دور گذرے اور دماغی صلاحیت بتدریج ترقی کرتی چلی آئی مگر اسلامی نقطہ نظر سے یہ ترقی اپنے انتہائی نقطہ پر اب سے ساڑھے تیرہ سو برس قبل پہنچ چکی۔ اب جو کچھ نظر آ رہا ہے اور اس زمانے میں فہم و ادراک کی جو نمایش ہو رہی ہے اور سیرت و عمل کا جو مظاہرہ ہو رہا ہے وہ اسی انتہائی دور ترقی کی ایک انحطاطی اور تنزلی کیفیت ہے۔

انسانی ترقی کے ہر دور میں پیغمبر معبوث ہوئے جنہوں نے اپنے زمانے کے لوگوں کی استعداد کو ملحوظ رکھکر مناسب وقت تعلیم دی وہ تعلیم چند افراد و اقوام تک محدود اور وقت معین تک مخصوص رہی۔ ارتقائی تغیرات کی مناسبت سے تعلیم میں فروعی تغیرات پیدا ہوتے گئے ان مناسب وقت تغیرات کو عمل میں لانے کی غرض سے ہر ملک اور ہر زبان میں نئے نئے پیغمبر معبوث ہوتے رہے حتّٰی کہ حکمت الٰہی کے تحت میں یہ ترقی جب اپنے عروج کے انتہائی نقطہ پر پہنچی تو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معبوث ہوئے جو ہادی کافتہ الناس تھے جن کی تعلیمات جملہ انبیاء ما قبل کی تعلیمات پر مشتمل تھیں۔ جن کا دین جملہ ادیان سابقہ کا ناسخ قرار پایا۔ جن پر نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا اور اعلان کر دیا گیا کہ اب قیامت تک کسی دوسرے نبی کی ضرورت نہ ہوگی۔ اور جن پر وہ قرآن نازل فرمایا گیا جس کی حفاظت کا حق تعالیٰ نے

خود ذمہ اٹھایا اور جس میں اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کی مہر لگا دی گئی۔ دین اپنی تکمیل کو پہنچ گیا۔ اور قیامت تک اس میں کسی قسم کی ترمیم و تنسیخ و تغیر و تبدل کی گنجائش باقی نہیں رہی۔

کوئی عقلمند شخص اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتا کہ افضل الناس سید البشر امام انبیاء خاتم المرسلین محبوب حق محمد مصطفےٰ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جن پر قرآن نازل ہوا (نعوذ باللہ) قرآن کے معنی صحیح طور پر نہ سمجھ سکے یا اصحاب رسول جن کو رسول خدا نے خود بہ نفس نفیس قرآن کی تعلیم دی مفہوم قرآن سے صحیح طور پر آگاہ نہ ہو سکے۔ اور اب ساڑھے تیرہ سو برس بعد وہ جرمنی جس کی غلطی کی بدولت دنیا کا بڑا حصہ ایک عالمگیر جنگ کی سخت تباہ کن آگ میں بقول یورپ ہی کے حال میں کو د چکا ہے جو اپنی موجودہ حالت سے مطمئن نہیں اور بقول بیرن عمر کے اپنی حیات میں ایک نئی روح پھونکنا چاہتا ہے اور زندگی کے جدید اصولوں کی تلاش میں ہے یعنی بہ الفاظ دیگر وہ جرمنی جس نے ابتک ایک ناکام اور نامراد زندگی بسر کی ہے قرآنی تعلیم کا صحیح مفہوم از سر نو دنیا کے سامنے پیش کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

بیرن عمر کا خیال ہے کہ "مشرقیوں نے ابتک قرآن کو جس طور سے سمجھا ہے جرمنی اس سے بالکل مختلف طور پر فیضیاب ہوگا" مگر یہ خیال بجز اس کے کہ مغربی شیخی بازی کا ایک نمونہ ہو کسی اور اہمیت کا مستحق نہیں حقائق منقلب نہیں ہوتے۔ دین شاعری نہیں جس میں مشرق و مغرب کے طبائع کا اختلاف موثر ہو جس طرح ریاضی اور ریاضی کے نتائج، سائنٹفک معلومات اور اس کے ماحصل میں مشرقی و مغربی طبائع کے اختلاف کو دخل نہیں جس طرح مشرقی اور مغربی دونوں کے نزدیک دو اور دو چار ہوتے ہیں۔ دونوں کے نزدیک آگ جلانے والی اور پانی آگ بجھانے والا ثابت ہے۔ اسی طرح مشرقی اور مغربی دونوں کے نزدیک حقائق الٰہی و حقائق کونی یکساں ہوں گے خواہ دونوں کے

تخیل اصول تجسس طرز استدلال اور روش زندگی میں کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو۔ کیا جرمنی قرآن مجید کے ساتھ بھی وہ سلوک کرنا چاہتا ہے جو عیسائی دنیا نے بائبل کے ساتھ کیا؟ لیکن ہم پیشین گوئی کئے دیتے ہیں کہ خواہ جرمنی کے باشندے ہوں یا کہیں اور کے، اس کوشش میں کسی کو بھی کامیابی نہ ہوگی کیونکہ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ کی ضمانت قرآن کے الفاظ و معانی دونوں پر شامل ہے۔ نہ لفظی تحریف میں کسی کو کامیابی ہوگی نہ معنوی تحریف میں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیشین گوئی فرما چکے ہیں کہ لَا یَزَالُ طَایفۃ من امتی علی الحق ظاھِرِیْنَ لا یَضُرُّھُمْ من خالفھم حتّٰی یاتِیَ امر اللہ (میری امت میں ہمیشہ ایک گروہ کھلم کھلا حق پر رہیگا۔ ان لوگوں کو مخالف ان کا ضرر نہ پہونچا سکے گا۔ یہاں تک کہ آجاوے امر اللہ کا یعنی قیامت)۔